امریکی جارحیت اور عالم اسلام

عالم اسلام ہمیشہ امریکی جارحیت کا شکار رہا ہے۔ جس مسلمان ملک نے اپنی آزادی، خودمختاری، سلامتی اور وقار کے تحفظ کیلئے آواز بلند کی امریکہ نے اُسے کچلنے کیلئے دہشت گردی اور تشدد کے تمام حربے آزمائے۔ الجزائر، انڈونیشیا، سعودی عرب، افغانستان اور عراق اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ احمد بن بیلا، سوئیکارنو، شاہ فیصل اور ملا محمد عمر کو صرف اس بات کی سزا ملی کہ انہوں نے امریکی احکامات کی بجاآوری سے انکار کردیا تھا۔ بھٹو اور ضیاء الحق دونوں نے جب پاکستان کو معاشی، اقتصادی اور دفاعی شعبوں میں خودکفیل کرنے کی کوشش کی تو وہ ''امریکی دوستی'' کا شکار ہوگئے۔ خاص طور پر پاکستان کا ایٹمی قوت کے طور پر ابھرنا امریکہ کو کسی صورت قبول نہیں۔ ہماری دانست میں فرنٹ لائن اسٹیٹ کے صدر بھی اپنی تمام تر خدمات کے باوجود امریکی عتاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے خاتمے کے بعد اب عراق امریکہ کا تازہ شکار ہے۔ عرب دنیا میں دفاعی قوت کے لحاظ سے عراق مضبوط ترین ملک ہے اور تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ امریکہ کے نزدیک یہی اس کا جرم ہے۔ ۱۹۳۵ء میں سعودی عرب نے تیل نکالنے کے لیے امریکہ کے ساتھ نوے سالہ معاہدہ کیا تھا۔ آج امریکہ، خلیج اور دیگر عرب ممالک سے بزورِ طاقت تیل نکال کر انہیں کنگال کر رہا ہے۔

امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل نے دھمکی دی ہے کہ ''امریکہ عراق پر ایٹمی حملہ بھی کرسکتا ہے۔'' عراق پر ممکنہ امریکی حملے کے حوالے سے پوری دنیا میں امریکی جارحیت کے خلاف تاریخی مظاہرے ہوئے ہیں۔ جرمنی، فرانس، برطانیہ اور خود امریکہ میں عراق پر ممکنہ حملے کے خلاف ہزاروں نہیں لاکھوں افراد نے مظاہرہ کیا ہے اور امریکہ سے جنگی جارحیت بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مگر بش پر جنگی جنون سوار ہے۔ ادھر چین، فرانس، ایران، عرب لیگ اور برازیل نے عراق کے مسئلے کو سیاسی طور پر حل کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور امریکہ کے جنگی مؤقف کی حمایت نہیں کی۔ عراق کے ساتھ ساتھ امریکہ نے شمالی کوریا کو بھی دھمکیاں دیں لیکن تُرت جواب ملنے پر ہوش ٹھکانے آگئے۔ اور کولن پاؤل نے کہا کہ ''امریکہ شمالی کوریا سے جنگ نہیں مذاکرات چاہتا ہے۔'' جو ملک قومی وحدت اور سیاسی قوت کا حامل ہو اُس کو ڈرانا، دھمکانا اور ختم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ پاکستان اور بھارت کے معاملے کو ہی لیجیے۔ بھارت اور پاکستان میں متعین امریکی سفیروں کی بولی ایک ہے۔ گزشتہ دنوں پاکستان میں امریکی سفیر نینسی پاؤل نے کہا کہ ''پاکستان سرحد پار دراندازی روکے اور دہشت گردی کے لیے پلیٹ فارم نہ بنے''۔ یہی بات بھارت میں امریکی سفیر رابرٹ بلیک ول نے دہلی میں خطاب کرتے ہوئے کہی ہے کہ ''بھارت اور امریکہ دونوں کو دہشت گردوں اور سرکش ریاستوں سے خطرہ ہے۔ انسدادِ دہشت گردی کی جنگ میں امریکہ اور بھارت آخر تک ساتھ ہوں گے۔ ہماری خواہش ہے کہ پاکستان سے دراندازی کا مکمل خاتمہ ہو۔'' (روزنامہ ''جنگ'' ۲۸ جنوری ۲۰۰۳ء)

افغانستان کی تباہی میں فرنٹ لائن اسٹیٹ بننے کے باوجود ہمارے حکمران اس امریکی و بھارتی الزام سے چھٹکارا حاصل نہ کرسکے۔ بلکہ صلے کے طور پر وطن عزیز شدید امریکی دباؤ اور شکنجے میں ہے۔ایف بی آئی نے پورے ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے۔کشمیر کے مسئلہ پر امریکہ بھارت کا حامی ہے۔افغان جنگ میں تعاون کے صلے میں امریکی امداد کا وعدہ جھانسہ ثابت ہوا۔۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں بھی امریکہ نے پاکستان کا ساتھ نہیں دیا۔کولن پاؤل کا تازہ بیان منافقت اور مسلم دشمنی کا شاہکار ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ ''امریکہ پاکستان اور بھارت کو مذاکرات کی میز پر لانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا لیکن دونوں میں سے کسی پر دباؤ نہیں ڈال سکتا اور نہ ہی ثالثی کرسکتا ہے۔کیونکہ یہ پاکستان اور بھارت کا داخلی معاملہ ہے۔''(روزنامہ ''خبریں'' ۲۷ رجنوری ۲۰۰۳ء)

ملاحظہ فرمائیں کہ امریکہ کو پاکستان اور بھارت کے داخلی معاملات کا کتنا شدید احساس ہے؟ مگر عراق اور افغانستان کے داخلی معاملات گویا امریکہ کے داخلی معاملات ہیں۔امر واقعہ یہ ہے کہ امریکہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں نہ صرف مداخلت کر رہا ہے بلکہ شدید دباؤ بھی ڈال رہا ہے۔یہی وہ دباؤ تھا جسے قبول کرکے ہم نے ایک ٹیلی فون کال سننے کے بعد پوری قوم کے علی الرغم اپنے افغان بھائیوں کے قتل میں شریک ہونے کا فوری فیصلہ کرلیا۔اور نوبت بایں جا رسید کہ نینسی پاؤل پاکستان کے اندر بیٹھ کر پاکستانیوں کو ڈرا دھمکا بھی رہی ہے اور ڈکٹیشن بھی دے رہی ہے۔ادھر امریکہ میں پاکستانیوں کی رجسٹریشن کا معاملہ انتہائی تشویش ناک صورت اختیار کرگیا ہے۔وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری کو مجبور ہوکر بادل نخواستہ پھر اسلام اور مسلمانوں کا سہارا لینا پڑا ہے۔انہوں نے گزشتہ دنوں واشنگٹن میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''رجسٹریشن کا نشانہ مسلم اقوام ہیں۔آرمینیائی باشندوں کا استثنٰی کیوں؟ کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ امتیاز مذہب کی بنیاد پر برتا جارہا ہے۔''(روزنامہ ''خبریں'' ۲۷ جنوری ۲۰۰۳ء) وزیر خارجہ کا بیان حکومت پاکستان کی پالیسی ہے۔ہمیں خوشی ہے کہ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد حکومت پاکستان نے جو پالیسی اختیار کی تھی آج خود اس کی نفی کر رہی ہے۔اسے حالات کا جبر کہہ لیجیے، حکمرانوں کی ''دانش'' یا امتِ مسلمہ کے مؤقف کی سچائی بہر حال واپسی شروع ہے۔

وزیر اعظم جمالی نے متحدہ عرب امارات کے دورے میں شیخ زید سے ملاقات کے بعد کہا کہ ''جنگ خطرناک ہوگی۔ہم عراق سے دور ہیں مسلمانوں سے نہیں۔''(روزنامہ ''جنگ'' ۲۷ جنوری ۲۰۰۳ء) سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم افغانستان سے کتنے دور تھے؟ اور کتنے دور ہوگئے ہیں؟ اگر دوریاں ہی پیدا کرنی ہیں تو پھر ہم مسلمانوں سے بھی قریب نہیں۔۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ''امت مسلمہ جسدِ واحد ہے۔'' آپ عراق کی تکلیف کو پاکستان کی تکلیف سمجھیں۔او آئی سی کو متحرک کریں۔اپنے ملک میں سیاسی استحکام پیدا کریں اور عالم اسلام کو امریکی جارحیت کے نرغے سے نکالنے کے لیے مؤثر کردار ادا کریں۔پاکستان کو ایک بار پھر ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' بننے پر مجبور کیا جارہا ہے۔اور عراق سے پہلے پاکستان کی باری آگئی ہے۔''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگانے والے سوچ لیں اس طرز عمل سے وطن عزیز کا کیا حشر ہوگا؟